Volume 04, Issue 02,
April-June 2026
PP: 28-36
Open Access on:
www.alimanjournal.com

AL-IMAN
Research Journal
P-ISSN: 3006-1261 E-ISSN: 3006-127X

https://doi.org/10.63283/IRJ.04.02/05

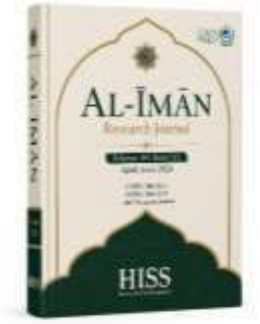

سیاستدانوں کے مطلوبہ اوصاف: اسلامی تعلیمات کے تناظر میں ایک تحقیقی جائزہ

Required Attributes of Politicians in the Light of Islamic Teachings: An Analytical Study

Article QR

Hafiza Madeeha Zaffar[1]

Article History

Received
11-07-2026

Accepted
29-07-2026

Published
05-08-2026

Abstract & Indexing

Abstract

This study examines the essential personal and collective qualities required for political leadership in the light of Islamic teachings. Drawing upon the Qurʾān, authentic Prophetic traditions, and the works of classical Muslim scholars, the research presents a comprehensive framework of ethical and administrative principles that characterize an ideal pWWolitical leader. Employing a qualitative and analytical methodology, the study explores the moral foundations of Islamic governance and their relevance to contemporary political thought. The research identifies key leadership qualities, including taqwā, knowledge, justice, sincerity, patience, wisdom, accountability, integrity, and an unwavering commitment to public welfare. It further examines fundamental principles of Islamic governance, such as merit-based appointments, consultation, impartiality, rejection of tribalism and group bias, openness to constructive criticism, transparency, and responsiveness to the needs of society. These principles are analyzed through relevant Qurʾānic verses and Prophetic guidance, demonstrating their significance in establishing a just and stable political order. To illustrate the practical application of these ideals, the study draws upon historical examples from the era of the Rightly Guided Caliphs, with particular emphasis on the administrative practices of Caliph ʿUmar ibn al-Khaṭṭāb (RA). The findings suggest that Islamic political thought offers a balanced, ethical, and sustainable model of governance that integrates moral integrity with administrative competence. The study concludes that these enduring principles provide valuable guidance for addressing contemporary challenges in political leadership, public administration, and good governance.

Keywords:

Islamic Political Thought, Political Leadership, Taqwā, Justice, Shūrā, Good Governance, Public Welfare, Accountability, Al-Khulafāʾ al-Rāshidūn, ʿUmar ibn al-Khaṭṭāb.

[1] *PhD scholar Department of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University, Multan.*
madeehazafar24@gmail.com

All Rights Reserved © 2026 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

موضوع کا تعارف:

اسلام ایک جامع اور ہمہ گیر ضابطۂ حیات ہے جو انسانی زندگی کے تمام شعبوں کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ سیاست اور حکمرانی بھی انہی اہم شعبوں میں شامل ہیں جن کے ذریعے معاشرے کی فکری، اخلاقی اور سماجی سمت متعین ہوتی ہے۔ اسلامی تعلیمات میں سیاست کو محض اقتدار کے حصول کا ذریعہ نہیں بلکہ ایک عظیم امانت اور ذمہ داری قرار دیا گیا ہے، جس کا مقصد عدل و انصاف کا قیام اور عوامی فلاح و بہبود کا حصول ہے۔

کسی بھی معاشرے کی ترقی یا زوال کا انحصار اس کی قیادت کے کردار اور اوصاف پر ہوتا ہے۔ اگر قیادت دیانتدار، عادل اور باصلاحیت ہو تو معاشرہ ترقی کرتا ہے، جبکہ بدعنوان اور نااہل قیادت معاشرتی زوال کا سبب بنتی ہے۔ اسی لیے اسلام نے سیاستدانوں کے لیے ایسے اصول اور اوصاف متعین کیے ہیں جو ایک مثالی اور متوازن نظامِ حکومت کے قیام کے لیے ضروری ہیں۔

یہ تحقیق اسلامی تعلیمات کی روشنی میں سیاستدانوں کے مطلوبہ اوصاف کا تفصیلی جائزہ پیش کرتی ہے، جس میں ذاتی اور اجتماعی دونوں پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے۔

ضرورت و اہمیت:

موجودہ دور میں سیاست صرف اقتدار کے حصول کا ذریعہ نہیں بلکہ ریاستی نظم و نسق، عوامی فلاح، انصاف کے قیام اور قومی ترقی کا بنیادی ستون بن چکی ہے۔ بدقسمتی سے دنیا کے بہت سے معاشروں کی طرح مسلم معاشروں میں بھی سیاسی قیادت کے کردار، دیانت، امانت اور اہلیت پر سوالات اُٹھائے جاتے ہیں، جس کے نتیجے میں بدعنوانی، اقرباپروری، ناانصافی اور عوامی اعتماد کی کمی جیسے مسائل جنم لیتے ہیں۔ ایسے حالات میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں سیاستدانوں کے مطلوبہ اوصاف کا جائزہ لینا نہایت اہمیت کا حامل ہے تاکہ سیاسی قیادت کے لیے ایک واضح اخلاقی اور عملی معیار سامنے آسکے۔

اسلام سیاست کو محض اقتدار کی کشمکش نہیں بلکہ ایک عظیم امانت اور ذمہ داری قرار دیتا ہے۔ قرآنِ مجید اور احادیثِ نبویہ ﷺ میں حکمرانوں اور ذمہ دار افراد کے لیے عدل، امانت، دیانت، تقویٰ، مشاورت، عوام کی خیر خواہی اور جوابدہی جیسے اوصاف کو بنیادی حیثیت دی گئی ہے۔ اگر سیاسی قیادت ان اصولوں کو اپنی عملی زندگی کا حصہ بنالے تو معاشرے میں انصاف، امن، استحکام اور خوشحالی کو فروغ مل سکتا ہے۔ اس لیے اسلامی تعلیمات میں بیان کردہ ان اوصاف کا منظم اور تحقیقی مطالعہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔

سیاستدان کا مفہوم و تعریف

سیاستدان کے لفظی معنی ہیں انتظامی امور کا جاننے والا، ملکی و شہری حقوق و فرائض سے واقفیت رکھنے والا، سیاسی امور و معاملات کو جاننے والا، سیاسی مدبر، سفارت کار وغیرہ کے ہیں۔ انگریزی زبان میں سیاستدان کو "Politician" کہتے ہیں۔[1]

اصطلاح میں سیاستدان اس شخص کو کہا جاتا ہے جو سیاست میں حصہ لے کر عوام اور ریاست کی فلاح کو ملحوظ رکھتا ہے۔ معاشرے کو تقسیم ہونے سے بچا کر اسے کسی نظریہ کے ساتھ مربوط کرتا ہے۔ سیاستدان کو سیاست کار بھی کہا جاتا ہے۔[2]

سیاستدانوں کے ذاتی اوصاف

دین اسلام نے جہاں پر بہت سے امور میں انسانوں کی راہنمائی کی ہے، وہیں پر سیاسیات کے حوالے سے بھی اسلام نے اپنے ماننے والوں کی کامل راہنمائی کی ہے، کسی بھی سیاسی نظام میں سیاستدان کو بطور حکمران کے چناؤ اور اس کے اوصاف کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سیاستدان کے بطور حکمران کے اوصاف قرآن مجید میں متعدد مقامات پر ارشاد فرمائے ہیں جیسا کہ سورہ صٓ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ[3]

ترجمہ: "اور ہم نے اس کی سلطنت کو مضبوط کر دیا تھا اور اسے حکومت دی تھی اور بات کا فیصلہ کرنا"

سیاستدانوں کے ذاتی اوصاف میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

تقویٰ (Piety - Taqwa)

تقویٰ سیاستدان کی شخصیت کی بنیاد ہے، جو اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہی کا احساس دلاتا ہے اور اسے ظلم، ناانصافی اور بدعنوانی سے روکتا ہے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ اکثر دعاء کرتے وقت روتے تھے، اہلیہ نے دریافت کیا تو فرمایا: جب میں اپنے بارے میں غور کرتا ہوں کہ میں اس امت کے چھوٹے بڑے اور سیاہ و سفید جملہ امور کا ذمہ دار ہوں اور بے کس، غریب، محتاج، فقیر، گمشدہ قیدی اور اس قبیل کے دوسرے آدمیوں کو یاد کرتا ہوں جو سارے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں اور جن کی ذمہ داری مجھ پر ہے اور اللہ اس بارے میں مجھ سے سوال کرے گا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی دلیل پیش نہ کر سکوں گا تو مجھے لاحق ہو جاتا ہے اور میرے آنسو نکل آتے ہیں اور جس قدر میں ان چیزوں پر غور کرتا ہوں اس قدر میرا دل خوف زدہ ہو جاتا ہے۔[4]

علم و فہم (Knowledge and Understanding)

ایک سیاستدان کے لیے ضروری ہے کہ وہ دینی و دنیاوی علوم سے واقف ہو تاکہ وہ پیچیدہ مسائل کا مؤثر حل نکال سکے۔ سیاستدان کا قرآن و سنت کے علم سے واقف ہونا ضروری ہے تاکہ وہ حالات کے مطابق مسائل کا حل نکال سکے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ۭ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْھُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْھُمْ[5]

ترجمہ: "اور جب ان کے پاس امن یا خوف کی کوئی چیز پہنچتی ہے تو اسے مشہور کر دیتے ہیں اور اگر رسول اور اپنے سرداروں کے پاس پہنچاتے تو تحقیق کرنے والے اس کی تحقیق کر لیتے"

امام ابو عبد اللہ "تہذیب الریاسۃ و تہذیب السیاسۃ" جو اسلام کے نظامِ سیاست پر عمدہ کتاب ہے، اس میں لکھتے ہیں:

من حق العاقل ان يضيف الى رأيه رأى العلماء والى عقله عقول الحكماء ويديم الاسترشاد[6]

ترجمہ: "عقلمند کے لیے ضروری ہے کہ وہ درپیش مسائل میں علماء سے مشورہ لے اور ان کی رائے پر عمل کرے اگر وہ ایسا کرے گا تو اس کی مشکلات حل ہوں گی اور پریشانیاں دور ہوں گی"

اطاعتِ الٰہی و رسول صلی اللہ علیہ وسلم (Obedience to Allah and His Messenger)

اسلامی سیاست کی بنیاد اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پر قائم ہے، جو قیادت کو ایک واضح سمت فراہم کرتی ہے۔ اس بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ[7]

ترجمہ: "اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ان حاکموں کی جو تم میں سے ہوں"

خلوصِ نیت(Sincerity)

خلوص نیت اعمال کی روح ہے۔ ایک سیاستدان کو اپنی ذمہ داری کو عبادت سمجھ کر ادا کرنا چاہیے۔ قرآن وحدیث میں اخلاص کی تاکید کے بارے میں کئی آیات واحادیث موجود ہیں جن میں سے ایک یہ ہے:

لِيَعْبُدُوا اللہَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ[8]

ترجمہ: "پس تم خالص اس کی عبادت کرتے ہوئے پکارو"

نرمی وبردباری(Tolerance and Forbearance)

نرم مزاج قیادت عوام کے دلوں پر راج کرتی ہے اور معاشرتی ہم آہنگی کو فروغ دیتی ہے۔ رسول پاک ﷺ نے عوام پر سختی کرنے والے حکمرانوں کا انجام یوں بیان فرمایا:

مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيهِ اللَّهُ رَعِيَّةً، فَلَمْ يَحُطْهَا بِنَصِيحَةٍ، إِلَّا لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ[9]

ترجمہ: "جس بندے کو خدا نے کسی رعایا کا حکمران بنایا اور اس نے ان کے ساتھ پوری خیر خواہی نہ برتی تو وہ جنت کی خوشبو نہ پا سکے گا"

شخصی وجاہت واستحکام(Competence and Strength)

قیادت کے لیے جسمانی، ذہنی اور اخلاقی مضبوطی ضروری ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللہَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ[10]

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے اسے اقتدار کے لیے منتخب کر لیا اور اسے مقصد کے لیے علمی وسعت اور جسمانی وجاہت عطاء فرمائی"

تدبر وبصیرت(Wisdom and Insight)

دور اندیشی ایک سیاستدان کو بہتر اور دیرپا فیصلے کرنے کے قابل بناتی ہے۔ علامہ زمخشری تفسیر الکشاف میں اس وصف کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

ہم کبراء الصحابة البصراء بالامور[11]

ترجمہ: "اس سے مراد اکابر صحابہ اور اہلِ بصیرت لوگ ہیں"

احساسِ ذمہ داری(Sense of Accountability)

اسلام میں منصب کو امانت قرار دیا گیا ہے، جس کی ادائیگی دیانتداری سے ضروری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللہَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا[12]

ترجمہ: "اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے مستحق افراد کے حوالہ کرو"

حدیث مبارکہ میں بھی اس بارے میں وعید ملتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:إِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ. قَالَ: كَيْفَ إِضَاعَتُهَا؟ قَالَ:إِذَا وُسِّدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ[13]

ترجمہ: "نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب امانت ضائع کی جانے لگے تو پھر قیامت کا انتظار کرو، صحابہ نے پوچھا: یارسول اللہ! امانت کے ضائع ہونے سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب ذمہ داریاں نااہل لوگوں کے حوالے کر دی جائیں تو پھر قیامت کا انتظار کرو"

سیاستدانوں کے اجتماعی اوصاف(Collective Attributes of Politicians)

اسلام میں سیاستدانوں کے چند اجتماعی اوصاف مندرجہ ذیل ہیں:

عدل وانصاف(Justice and Equity)

عدل اسلامی نظامِ سیاست کی اساس ہے۔ ایک سیاستدان کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر حال میں انصاف قائم کرے، چاہے وہ اس کے اپنے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ لہٰذا سیاستدانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے معاملات میں عدل سے کام لینے میں کسی قسم کا خوف نہ کھائیں اور کسی کی رعایت نہ کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ[14]

ترجمہ: "اور جب بھی تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو"

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

أَحَبُّ النَّاسِ إِلَى اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَقْرَبُهُمْ مِنْهُ مَجْلِسًا، إِمَامٌ عَادِلٌ، وَأَبْغَضُ النَّاسِ إِلَى اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَشَدُّهُمْ عَذَابًا، إِمَامٌ جَائِرٌ.[15]

ترجمہ: "اللہ کو سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے روز اللہ سے قریب تر امام عادل ہوگا اور اللہ کو سب سے زیادہ مبغوض اور سب سے زیادہ سخت عذاب میں قیامت کے دن ظالم امام ہوگا"

نکتہ چینی کی حوصلہ افزائی(Encouragement of Constructive Criticism)

ایک مثالی قیادت تنقید سے خوفزدہ نہیں ہوتی بلکہ اسے اصلاح کا ذریعہ سمجھتی ہے۔ اسلامی نظامِ شوریٰ اسی اصول کی عملی شکل ہے، جہاں مختلف آراء کو سنا اور ان پر غور کیا جاتا ہے۔

تنقید سے ایک تو سیاستدانوں کی کمزوریاں اور خامیاں کھل کر سامنے آجائیں گی اور اصلاح کی طرف توجہ دینا ممکن ہوگا، دوسرا عوام کے اندر محاسبہ کرنے کی جرأت پیدا ہوگی، عوام اور سیاستدانوں کے درمیان ایک رابطہ قائم ہوگا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جو سب سے پہلا خطبہ دیا اس کے الفاظ یہ تھے:

فان احسنت فاعينونى وان اسأت فقومونى[16]

ترجمہ: "اگر میں نیکی کروں تو میری مدد کرو اور اگر میں کجی اختیار کروں تو مجھے سیدھا کرو"

حضرت عمرؓ کے عہد کا مشہور واقعہ ہے ایک بدو نے اس وقت اُٹھ کر اعتراض کیا جب آپؓ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے کہ اے عمرؓ! ڈرو۔ اس جملہ کو کئی بار دہرایا، ایک دوسرے شخص نے اس کو ٹوکا کہ اب بس کرو، بہت ہو چکا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ان کو کہنے دو، یہ اگر ہم کو یہ باتیں نہ کہیں تو ان میں کوئی خوبی نہیں اور اگر ہم ان نصیحتوں کو قبول نہ کریں تو ہم میں کوئی خوبی نہیں۔[17]

ایک دفعہ عوام کے حقوق و فرائض بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"اور تم میرے نفس کے مقابل میری مدد اس طرح کر سکتے ہو کہ مجھے بھلائی کا حکم دو اور برائی سے روکو، نیز خدا نے تمہاری جو ذمہ داری مجھ پر ڈال دی ہے، اس کے بارے میں میری خیر خواہی کرتے رہو"[18]

مذکورہ بالا اقوال سے یہ پتہ چلتا ہے کہ خلفائے راشدین کے دور میں عوام کو آزادی رائے حاصل تھی اور حکومت پر نکتہ چینی کی جرأت رکھتے تھے۔

رعایا کی خیر خواہی(Public Welfare Orientation)

اسلامی سیاست کا بنیادی مقصد عوامی فلاح ہے۔ ایک سیاستدان کو عوام کے مسائل کو اپنی ترجیح بنانا چاہیے اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے کوشاں رہنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

مَا مِنْ عَبْدٍ اسْتَرْعَاهُ اللَّهُ رَعِيَّةً، فَلَمْ يَحُطْهَا بِنَصِيحَةٍ، إِلَّا لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ[19]

ترجمہ: "جس شخص کو اللہ تعالیٰ رعایا کا حاکم بنائے اور وہ خیر خواہی کے ساتھ ان کی نگہبانی نہ کرے، تو وہ جنت کی خوشبو تک نہ پائے گا"

گروہی عصبیت سے اجتناب(Avoidance of Group Bias)

اسلام ہر قسم کے نسلی، لسانی اور گروہی تعصب کی نفی کرتا ہے اور مساوات و انصاف کو فروغ دیتا ہے۔ سیاستدانوں کا تعلق اگر کسی مخصوص گروہ یا سیاسی جماعت سے ہے تو ان کو اپنے مشوروں اور فیصلوں میں مکمل طور پر غیر جانبداری کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ اگر وہ پارٹی کے مفاد کو حق و باطل کا معیار ٹھہرا لے۔ جو چیز اپنی جماعت کے لیے مناسب ہے وہ حق ہے اگرچہ عقل و اخلاق نقطۂ نظر سے وہ کتنی ہی غلط اور باطل ہو اور جو بات اپنی پارٹی کے مفاد کے خلاف ہے وہ باطل ہے، اگرچہ اس کے حق میں شہادت خدا، اس کے فرشتوں اور رسولوں نے دی ہو۔ یہ جانبداری اور عصبیت اسلام کے بالکل خلاف بلکہ اس کی عین ضد ہے۔ اسلامی نظام زندگی میں حق و باطل کا معیار ان ساری چیزوں سے بالا اور برتر اللہ کی مرضی اور اس کی شریعت ہے جو شخص اس چیز کے سوا کسی اور عصبیت و حمیت میں مبتلا ہو وہ خدا کے دین کو قائم نہیں کر سکتا۔[20]

عوامی حالات سے آگاہی(Awareness of Public Conditions)

ایک کامیاب رہنما وہی ہوتا ہے جو عوام کے مسائل سے واقف ہو اور ان کے حل کے لیے عملی اقدامات کرے۔

اس سلسلے میں حضرت عمرؓ کی سیرت کے کئی واقعات ہمیں ملتے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے:

ایک دفعہ حضرت عمرؓ رات کو گشت کے لیے نکلے، مدینہ سے تین میل پر صرار کا ایک مقام ہے۔ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک عورت کچھ پکا رہی ہے اور دو تین بچے رو رہے ہیں۔ پاس جا کر حقیقت حال دریافت کی۔ اس نے کہا کہ کئی دنوں سے بچوں کو کھانا نہیں ملا ہے، ان کے بہلانے کے لیے یہ خالی ہانڈی پانی ڈال کر چڑھا دی ہے۔ حضرت عمرؓ اسی وقت اُٹھے مدینہ میں آکر بیت المال سے آٹا، گوشت، گھی اور کھجوریں لیں اور اسلم سے کہا میری پیٹھ پر رکھ دو، اسلم نے کہا میں لیے چلتا ہوں، فرمایا ہاں! لیکن قیامت کے روز میرا بار تم نہیں اُٹھاؤ گے۔ غرض سب چیزیں خود اُٹھا کر لائے اور عورت کے آگے رکھ دیں اس نے آٹا گوندھا، ہانڈی چڑھائی، حضرت عمرؓ خود چولہا پھونکتے جاتے تھے۔ کھانا تیار ہوا تو بچوں نے خوب سیر ہو کر کھایا اور اچھلنے کودنے لگے۔ حضرت عمرؓ ان کو دیکھتے تھے اور خوش ہوتے تھے۔ عورت نے کہا خدا تم کو جزائے خیر دے سچ یہ ہے کہ امیر المؤمنین ہونے کے قابل تم ہو نہ کہ عمرؓ۔

اسی طرح حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ رات کو میرے مکان پر آئے، میں نے کہا آپؐ نے کیوں تکلیف کی مجھ کو بلا لیا ہوتا تو فرمایا کہ ابھی مجھے معلوم ہوا کہ شہر سے باہر ایک قافلہ اترا ہے لوگ تھکے ماندے ہوں گے آؤ ہم تم چل کر پہرہ دیں۔ چنانچہ دونوں اصحاب گئے اور رات بھر پہرہ دیتے رہے۔[21]

موجودہ سیاست اور اصول سیاست:

عصرِ حاضر کی سیاست کا جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ سیاست کا بنیادی مقصد عوامی خدمت، عدل و انصاف اور ریاست کی فلاح ہونا چاہیے، لیکن عملی طور پر اکثر ممالک، بالخصوص ترقی پذیر معاشروں میں سیاست کا رخ اقتدار کے حصول، ذاتی مفادات اور جماعتی برتری کی طرف زیادہ مائل نظر آتا ہے۔ انتخابی وعدوں اور عوامی توقعات کے باوجود بہت سے سیاستدان اقتدار میں آنے کے بعد عوامی مسائل کے حل کے بجائے سیاسی کشمکش، مفادات کے تحفظ اور اقتدار کو برقرار رکھنے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اس صورتِ حال کے نتیجے میں عوام کا سیاسی قیادت پر اعتماد کمزور ہوتا جا رہا ہے۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں دیکھا جائے تو ایک سیاستدان کی کامیابی کا معیار اس کا کردار، دیانت، امانت، عدل، تقویٰ، شفافیت اور عوام کی خیر خواہی ہے۔ لیکن موجودہ سیاسی ماحول میں ان اوصاف کی کمی نمایاں محسوس ہوتی ہے۔ بدعنوانی، اقربا پروری، جھوٹے انتخابی وعدے، سیاسی انتقام، نااہل افراد کی تقرری اور اختیارات کا ذاتی مفاد کے لیے استعمال ایسے مسائل ہیں جو اکثر سیاسی نظاموں میں پائے جاتے ہیں۔ یہی عوامل معاشرتی بے چینی، ادارہ جاتی کمزوری اور عوامی مایوسی کا سبب بنتے ہیں۔

اگرچہ موجودہ دور میں ایسے سیاستدان بھی موجود ہیں جو دیانت، خدمتِ خلق اور عوامی فلاح کو اپنی سیاست کا محور بناتے ہیں، لیکن مجموعی طور پر اخلاقی قیادت کا فقدان ایک سنجیدہ مسئلہ بن چکا ہے۔ جدید جمہوری نظام میں عوامی نمائندگی کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، مگر جب نمائندے اخلاقی اور دینی اصولوں سے دور ہو جائیں تو جمہوریت بھی اپنے حقیقی مقاصد حاصل نہیں کر پاتی۔ اس لیے صرف سیاسی مہارت یا عوامی مقبولیت کافی نہیں، بلکہ اعلیٰ کردار اور اخلاقی ذمہ داری بھی ناگزیر ہے۔

اسلام سیاست کو عبادت اور امانت کا درجہ دیتا ہے، اس لیے حکمران اور سیاستدان ہر فیصلے میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کا احساس رکھتے ہیں۔ یہی احساس انہیں انصاف، شفافیت اور عوامی خدمت پر قائم رکھتا ہے۔ اگر موجودہ سیاسی نظام میں اسلامی تعلیمات میں بیان کردہ اصولوں، مثلاً امانت، عدل، مشاورت، دیانت، احتساب اور احساسِ ذمہ داری کو حقیقی معنوں میں اپنایا جائے تو سیاسی نظام زیادہ مستحکم، شفاف اور عوام دوست بن سکتا ہے۔

اس تجزیے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ موجودہ سیاست کو محض قانونی یا انتظامی اصلاحات کی نہیں بلکہ اخلاقی اور فکری اصلاح کی بھی شدید ضرورت ہے۔ جب تک سیاستدان اسلامی تعلیمات میں بیان کردہ مطلوبہ اوصاف کو اپنی عملی زندگی کا حصہ نہیں بنائیں گے، اس وقت تک عوامی اعتماد کی بحالی، مؤثر حکمرانی اور فلاحی ریاست کا خواب مکمل طور پر شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکے گا۔

خلاصۂ بحث

اسلامی تعلیمات میں سیاستدانوں کے اوصاف کا ایک جامع فریم ورک پیش کیا گیا ہے، جو فرد کی ذاتی اصلاح اور معاشرتی بہتری دونوں کو یقینی بناتا ہے۔ تقویٰ، علم اور حکمت جیسے اوصاف ایک مضبوط اخلاقی بنیاد فراہم کرتے ہیں، جبکہ عدل، عوامی فلاح اور غیر جانبداری جیسے اصول ایک متوازن نظامِ حکومت کے قیام میں مدد دیتے ہیں۔

موجودہ دور میں جہاں سیاست اکثر ذاتی مفادات اور طاقت کے حصول تک محدود ہو چکی ہے، اسلامی اصول ایک متبادل اور مثالی نظام پیش کرتے ہیں جو انصاف، شفافیت اور فلاح پر مبنی ہے۔

اس تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اسلامی تعلیمات سیاستدانوں کے لیے ایک جامع اور متوازن ضابطہ فراہم کرتی ہیں۔ ذاتی اور اجتماعی اوصاف کا یہ مجموعہ ایک ایسی قیادت کی تشکیل کرتا ہے جو نہ صرف مؤثر ہو بلکہ اخلاقی طور پر بھی مضبوط ہو۔

- سیاستدانوں کی تربیت اسلامی اخلاقیات کی بنیاد پر کی جائے
- نظامِ احتساب کو مضبوط بنایا جائے
- میرٹ پر تقرریوں کو یقینی بنایا جائے
- عوامی فلاح کو اولین ترجیح دی جائے
- سیاستدانوں کو چاہیے کہ وہ حضرت عمرؓ کو بطور حکمران پڑھیں، سمجھیں اور اپنی زندگیوں پر عملی طور پر لاگو کریں

نتائج تحقیق:

اس تحقیق سے یہ نتیجہ سامنے آیا ہے کہ اسلام میں سیاست محض اقتدار کے حصول کا ذریعہ نہیں، بلکہ ایک عظیم امانت، ذمہ داری اور عوامی خدمت کا فریضہ ہے۔ قرآنِ مجید اور سنتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں یہ واضح ہوا ہے کہ ایک مثالی سیاستدان کے لیے ایمان، تقویٰ، دیانت، امانت، عدل، مشاورت، سچائی، احساسِ جوابدہی اور عوام کی خیر خواہی بنیادی اوصاف ہیں اور انہی اوصاف کی بنیاد پر صالح سیاسی قیادت تشکیل پاتی ہے۔

تحقیق سے یہ بات بھی سامنے آئی کہ موجودہ سیاسی مسائل، جیسے بدعنوانی، اقرباپروری، نااہل افراد کی تقرری، وعدہ خلافی اور اختیارات کے ناجائز استعمال کی بنیادی وجہ اسلامی سیاسی و اخلاقی اصولوں سے انحراف ہے۔ جہاں ان اصولوں پر عمل کیا گیا وہاں ریاستی نظم، عدل و انصاف، عوامی اعتماد اور اجتماعی استحکام کو فروغ ملا، جبکہ ان سے روگردانی نے سیاسی اور سماجی بحرانوں کو جنم دیا۔

اسی طرح یہ کہ اسلامی تعلیمات سیاست اور اخلاق کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کرتیں، بلکہ سیاسی قیادت کی کامیابی کا انحصار اخلاقی کردار، دیانت اور خدمتِ خلق پر قرار دیتی ہیں۔ یہی اوصاف ایک حکمران کو عوام کا حقیقی نمائندہ اور معاشرے کی فلاح کا ضامن بناتے ہیں۔

آخر میں یہ نتیجہ اخذ ہوا ہے کہ اسلامی تعلیمات میں بیان کردہ سیاستدانوں کے مطلوبہ اوصاف عصرِ حاضر کے سیاسی نظام کے لیے بھی مکمل طور پر قابلِ عمل اور مؤثر ہیں۔ ان اصولوں کو اختیار کرنے سے شفاف طرزِ حکمرانی، انصاف پر مبنی معاشرہ، عوامی اعتماد اور قومی استحکام کو فروغ دیا جاسکتا ہے، لہٰذا موجودہ سیاسی قیادت کی تربیت اور انتخاب میں ان اوصاف کو بنیادی معیار بنایا جانا چاہیے۔

حوالہ جات:

1 ابن منظور، محمد بن مکرم الافریقی، **لسان العرب**، (بیروت: مکتبہ دار صادر، 1956ء)، ص108-

2 فیروز الدین، الحاج، مولوی، **فیروز اللغات**، (کراچی: فیروز سنز، 2006ء)، ص406-

3 سورہ ص38:20-

4 عبد الرشید عراقی، **سیرۃ عمر بن عبد العزیزؒ**، (کراچی: مکتبہ لدھیانوی، 2005ء)، ص128-

5 سورۃ النساء04:83-

6 القلعی، ابو عبد اللہ محمد بن علی، **تہذیب الریاسۃ وتہذیب السیلۃ**، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، س ن)، ص184-

7 سورۃ النساء04:59-

8 سورۃ البینہ98:05-

9 بخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح بخاری**، کتاب الاحکام، باب من استرعی، (مکتبہ دار الحکمۃ، 1999ء)، رقم الحدیث:7631-

10 سورۃ البقرہ02:247-

11 زمخشری، ابی القاسم محمد بن عمر، **تفسیر الکشاف**، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، س ن)، 273/1-

12 سورۃ النساء04:58-

13 بخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح بخاری**، کتاب العلم، باب قصل العلم، (مکتبہ دار الحکمۃ، 1999ء)، رقم الحدیث:59-

14 سورۃ النساء04:58-

15 احمد بن حنبل، امام، **مسند امام احمد بن حنبلؒ**، مترجم: مولانا محمد ظفر اقبال، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 2004ء)، رقم الحدیث:1326-

16 ابن کثیر، **البدایہ والنہایہ**، 332/6-

17 ابو یوسف، امام، **کتاب الخراج**، مترجم: مولانا نیاز احمد، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 2018ء)، ص7-

18 البیہقی، الشافعی، الکبیر ابی بکر احمد بن الحسین، الامام، الحافظ، **الاعتقاد والہدایہ الی سبیل الرشاد**، (بیروت: دار الآفاق الجدیدیہ، 1986ء)، ص507-

19 بخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح بخاری**، کتاب الاحکام، باب عن استرعاہ، (مکتبہ دار الحکمۃ، 1999ء)، رقم الحدیث:7631-

20 اصلاحی، امین احسن، **اسلامی ریاست**، (لاہور: اردو بازار، 2018ء)، ص326-

21 شبلی نعمانی، مولانا، **الفاروق**، (کراچی: اردو بازار مکتبہ دار العلوم، 1991ء)، ص322-